امام مسلمؒ کا صحیح مسلم میں مؤطا امام مالک سے اخذ واستفادہ: ایک تجزیاتی مطالعہ

Reliance of Imam Muslim on Al-*Muwaṭṭa*ʾ āmām Mālik in ṣḥyḥ muslim: An analytical Study

Dr. Abdul Ghaffar
HOD & Assistant Professor, Deapartment of Islamic Studies, University of Okara:
aghaffar488@yahoo.com

Dr. Tanveer Qasim
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology, Lahore:
tanveerqasim@yahoo.com

Abstract

In the evolution of compilation of Hadith āmām Mālik is one of the first compiles of Hadith who compiled his book Al-*Muwaṭṭa*ʾ. This very book contains Musnad Hadith Fiqhi issues and the derived issues from there Ahadiths in abundance. Having the nearest era to Hazrat Muhammad ﷺ and companions of Hazrat Muhammad this every book is are titled as the authentic one. According to Khateeb Baghdadi, 993 narrators have narrated from āmām Mālik. Similarly numbers of "Al-*Muwaṭṭa*ʾ" has been mentioned three to twenty. In these books of "Al-*Muwaṭṭa*ʾ" some are written by yahya bin Moeen, Ibne-e-Al-Qasim and Almasmodi are remarkable. In writing and printing vital role and they have adopted it as guideline. Āmām muslim has narrated 312 out of 389 in his famous book ṣḥyḥ muslim from these books. These nerrations that have been taken from these eighth books have increased. The value of ṣḥyḥ muslim. It is unalienable fact that "Al-*Muwaṭṭa*ʾ" is basic and reliable source of knowledge.

Keywords: Āmām Mālik, Hadith, Al-*Muwaṭṭa*, Narration of Hadith, Sanad, Matan, Authenticity of Hadith, ṣḥyḥ muslim, Āmām muslim.

اہل علم وفضل اور حدیث کے ماہرین پر یہ بات مخفی نہیں کہ زبانی کلامی روایت کرنے کے ساتھ ساتھ روایات کو نقل کرنے کے لیے، دور اول، قابل اعتماد حدیث کے ترتیب شدہ صحیفوں اور نسخوں سے خالی نہیں رہا مثلا سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ (50ھ) کا صحیفہ، سیدنا سمرہ بن جندبؓ (60ھ) کا نسخہ، سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص (65ھ) کا صحیفہ

صادقہ اور اسی طرح سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری (79ھ) کا تیار کردہ صحیفہ وغیرہ۔[1] اور یہ سلسلہ پہلی صدی ہجری سے دوسری صدی ہجری تک جاری رہا۔ بعد ازاں جب تدوین حدیث کے کام میں وسعت آئی خاص طور پر خلیفہ راشد عمر بن عبد العزیز کے حکم سے امام زہری (124ھ) نے اس کار عظیم کر سرانجام دینے کے لیے میدان عمل میں آئے تو اس دور میں حدیث پر مشتمل بہت سے علمی و فنی اجزا، صحیفے اور دیگر نسخے معرض وجود میں آئے مثلا: ابو زبیر (126ھ) کا نسخہ، ایوب سختیانی (131ھ) کا نسخہ، حمید الطویل (143ھ) کا نسخہ اور ہشام بن عروۃ (146ھ) وغیرہ کے نسخے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[2]

محدثین میں سے سب سے پہلے جنہوں نے حدیث کے موضوع پر قلم اٹھایا اور اپنی مصنفات، مسانید، جوامع اور دیگر کتب کو ایک خاص انداز سے ابواب میں ترتیب دیا۔ ان میں مکہ مکرمہ میں ابن جریجؒ (150ھ)، یمن میں معمر بن راشد (154ھ)، شام میں اوزاعی (157ھ)، کوفہ میں سفیان ثوری (161ھ)، ربیع بن صبیح (160ھ)، سعید بن ابی عروبہ (157ھ)، اور بصرہ میں حماد بن ابی سلمہ (167ھ) قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں ابن ابی ذئب (158ھ) اور امام مالک بن انس (179ھ)، خراسان میں عبد اللہ بن مبارک (187ھ) جبکہ جریر بن عبد الحمید (188ھ) نے "رے" میں قابل ذکر ہیں جنہوں نے حدیث رسول ﷺ پر کام کیا۔[3]

حافظ ابن حجر کہتے ہیں: یہ سب محدثین تقریبا ایک ہی وقت میں ہوئے لہذا حتمی طور پر یہ جاننا مشکل ہے کہ کس نے سب سے پہلے کتاب تالیف کی اور یہ دور (140ھ) سے چند سال زیادہ کا ہے۔[4]

کتاب الموطا کی تصنیف

---

[1]۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، الوثائق السیاسیہ فی عہد النبوی والخلافۃ الراشدہ، دائرۃ المعارف العثمانیۃ: حیدر آباد دکن، ہند،ص: 77
mḥmd ḥmyd āllh, ḍāktṛ, ālwṯāyq ālsyāsyh fyʿhd ālnbwy wālẖlāfẗ ālrāšdh, dāyrẗ ālmʿārf ālʿṯmānyẗ: ḥydrābād dkn, hnd, P.77

[2]۔ الحسن بن عبد الرحمن الرامهرمزي، المحدث الفاصل بين الراوي والواعی، دار الفكر، بيروت، 1404، ص:618
Āl-ḥsn bnʿbd āl-rḥmn āl-rāmhrmzy, āl-mḥdṯ āl-fāṣl byn āl-rāwy wālwāʿy, dār āl-fkr byrwt, 1404Ad, P.618

[3]۔ المحدث الفاصل، 1/612
Āl-mḥdṯ āl-fāṣl, vol.1, P.612

[4]۔جلال الدين عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی، تَدْرِيْبُ الراوِی، مکتبہ الکوثر، الرياض، 1415ھ، 1/89
ǧlāl āldyn ʿbdālrḥmn bn āby bkr ālsywṭy, tdrybālrāwy, mktbh ālkwṯr, ālryāḍ, 1415 Ad, vol.1, P.89

بلاشبہ امام مالک کا شمار صف اول کے مرتبین وجمع حدیث میں سے ہوتا ہے۔ البتہ یہ بات معلوم نہیں ہو سکی کہ خاص ابواب پر مشتمل احادیث ایک کتاب پر سب سے پہلے کس نے مرتب کی ہے؟

مدینہ طیبہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا مسکن تھا جہاں کثیر تعداد میں تابعین عظام اور ان کے اساتذہ کرام اور ان سے روایت کرنے والے ائمہ وعلماء کرام موجود تھے اور جنہوں نے وہاں ایمان، علم وحکمت اور خیر و برکت کے چشمہ صافی میں غوطہ زن ہو کر حدیث کی تصنیف و تالیف کا شرف پایا۔ امام مالک نے اپنے وقت کے کِبار آئمہ کے ہاں زانوئے تلمذ تہہ کئے، جن میں خاص کر امام زہری اور ایوب سختیانی شامل ہیں۔ اور شاید وہ ان متعدد "الموطات" پر بھی مطلع ہوئے، جو ان کی اپنی "الموطا" سے پہلے تالیف کی گئی تھیں جیسے، ابن اَبی ذئب کی "الموطا" اور عبدالعزیز بن الماجِشُون وغیرہ کی "الموطا" وغیرہ[5] اسی جگہ امام مالک بن انس (179ھ) نے اپنے علم و عمل سے "الموطا" کی تصنیف کا آغاز کیا۔

مدینہ منورہ میں ابن ابی ذئب (158ھ) "الموطا امام مالک" سے بھی بڑی ایک "موطا" تصنیف کر چکے تھے تو جب امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ پھر آپ کی تصنیف کا کیا فائدہ؟ تو انہوں نے جواب میں یہی فرمایا: "ماكان لله بقى" یعنی جو عمل اللہ تعالی کی رضا کے لیے ہو وہ باقی رہتا ہے۔[6]

کوئی ایسی نص تو نہیں ملتی جو ہمارے لیے امام مالک کی تصنیف کی ابتدا کی وضاحت کرتی ہو مگر وہ (اس کی تکمیل میں) ایک طویل عرصہ منہمک رہے۔ امام ابن عبد البر نے امام اوزاعی کے فقہاء میں سے، عمر بن عبد الواحد کے واسطے سے یہ ذکر کیا ہے عمر بن عبد الواحد کہتے ہیں: کہ ہم نے "الموطا" کو امام مالکؒ پر چالیس دنوں میں پیش کیا تو اس پر انہوں نے کہا ایک ایسی کتاب جسے میں نے چالیس سالوں میں تالیف کیا ہے تم نے تو اسے چالیس دنوں میں ہی ہاتھوں

---

[5] ایضاً۔

Ibid.

[6] محمد بن جعفر بن إدريس الحسني الكتاني، الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة، دار البشائر الإسلامية، 1414ھ، 127

mḥmd bn ğʿfr bn adrys āl-ḥsny āl-ktāny, āl-rsālẗ āl-mstṭrfẗ lbyān mšhwr ktb āl-snẗ āl-mšrfẗ, dār āl-bšāyr āl-aslāmyẗ, 1414 Ad, P.127

ہاتھ لیا (یعنی پڑھ لیا) بہت ہی کم ہے جو تم نے اس سے سمجھا (کتنی کم مقدار میں تم نے اسے سمجھا ہو گا)۔[7] اگرچہ ایک ہزار آٹھ سو کے قریب روایات پر مشتمل تصنیف اتنا عرصہ تو نہیں لگتا ہے تاہم اس میں مذکور علمی مواد کی باریک بینی سے جانچ پرکھ اور پھر روایات کو تلاش کر کے ایک خاص ترتیب کے ساتھ یکجا کرنے اور آخر میں صحت و سقم کے اعتبار سے نکھارنے پر صاحب کتاب کیلئے ایک بڑا وقت درکار ہوتا ہے اور اسی کی تائید میں عتیق الزبیری سے روایت کردہ یہ قول ہے۔[8]

> "امام مالکؒ نے تقریباً دس ہزار احادیث پر مشتمل "الموطا" کو تالیف کیا پھر وہ ہمیشہ سے ہر سال اس میں غور وخوص کرتے اور حذف کرتے رہے یہاں تک کہ (موجودہ کتاب) باقی رہ گئی"۔[9]

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

---

[7]۔ابن فرحون المالكي، الديباج المذهب في معرفة علماء أعيان المذهب، دار التراث للطبع والنشر، س ن 25/1

ābn frḥwn āl-mālky, āl-dybāǧ āl-mḏhb fy mʿrfť ʿlmāʾ aʿyān āl-mḏhb, dār āl-trāṯ llṭbʿ wālnšr, vol.1, P.25

[8] اُبوبکر الَبْہری کہتے ہَیں۔ "المؤَطَّأ" میں رسول اللہ ﷺ، آپ کے صَحابہ کرام اور تابعین سے منقُول آثار کی مجمُوعی تعداد ایک ہزار سات سو بیس، ۱۷۲۰ ہے، جن میں سے چھ سو ۶۰۰ اَحادیث "مُسْنَد" دو سو ۲۲۲ بائیس احادیث "مُرْسل " اور چھے سو تیرہ ۶۱۳ احادیث "موَقُوف" جبکہ تابعینِ کے دو سو پینتس ۲۳۵ اقوال ہَیں۔ میں "مُصنّف) کہتا ہوں،" ان کی کُل تعداد ایک ہزار سات سو بیس ۱۷۲۰ کی بجائے ایک ہزار چھو سو ستّر ۱۶۷۰ ہے۔ دیکھئے تفصیل (الْنّكَت عَلٰى مقدَمَّة بن الصَّلَاح: ۱۹۲) اور امام ابن حزَم (اپنی کتاب مَرَاتِبُ الدِّيَانَة میں) کہتے ہیں: "مَیں نے المؤطَّأ " میں موجُود روایات کو شُمار کیا تو مَیں نے اس میں پانچ سو ۵۰۰ سے اُوپر "مُسْنَد" تین سو ۳۰۰ اُوپر "مُرْسَلْ" اور ستَّر ۷۰ سے اُوپر ایسی اَحادیث کو پَایا کہ جن پر امام مالک نے از خود عَمل سے گُریز کیا ہے۔ جبکہ اس میں "ضَعیف اَحادیث" بھی ہیں۔ جنہیں جمہُور اہلِ علم نے بھی کمزور گردانا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے) "تَدرِیبُ الرَّاوی" ج۱، ص۱۱۱) نیز شیخ فوّاد عبد الباقی کی شماریات وترتیب کے مطابق ان روایات کی کُل تعداد ایک ہزار آٹھ سو اکیانوے ۱۸۹۱ تک پُہنچتی ہے۔

[9] ابو بکر عتیق بن یعقُوب بن مُوسیٰ بن عبد اللہ، بن الزُّبیر بن العوَّامؓ! نیز امام ابو زُرعہ کہتے ہیں: "مُجھے یہ بات پُہنچتی ہے کہ عتیق بن یعقوب الزُّبیری نے پُوری "المؤطَّا" کو امام مالک کی زندگی میں ہی حِفظ کر لیا تھا۔ دیکھئے تفصیل: (الجَرْحُ والتَّعْدِيْل، ج۷، ص۴۶)

Āl-ǧrḥ wāltdyl, vol.7, P.46

"امام مالک نے "الموطا" کو تصنیف کیا اور اس میں اہل حجاز (خاص کر مکہ و مدینہ) کی مضبوط احادیث کو لانے کا قصد کیا اور صحابہ کرام، تابعین عظام اور ان کے بعد کے ائمہ محدثین وغیرہ رحمھم اللہ تعالی کے اقوال کو بھی اس میں ملا دیا۔[10]

شاید امام مالکؒ کی اپنی "الموطا" کی اپنی تصنیف سے اصل مقصد بھی اہل مدینہ کے فقہی دلائل کو ایک جگہ جمع کرنا تھا نہ کہ صرف ان احادیث رسول اللہ ﷺ کو اکٹھا کرنا جو ان کے ہاں " صحیح" تھیں وگرنہ ہمیں "الموطا" سے ہٹ کر اس وقت میں دیگر صحیح احادیث بہت بڑی تعداد میں دیکھنے کو ملتی ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل کی کتاب (قرآن حکیم) کے بعد زمین میں کوئی اور کتاب ایسی نہیں جو موطا امام مالک سے زیادہ نفع دینے والی ہو اور جب کوئی اثر (یا خبر) امام مالک کی کتاب سے آئے تو وہ ثریا (آسمان پر سب سے بلند اور روشن ستاروں کا جھمکا) ہے۔

نیز موصوف نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالی کی کتاب (قرآن حکیم) کے بعد "موطا امام مالک" سے بڑھ کر کتاب درست نہیں مذاہب کے اختلاف کے باوجود تمام فقہاء کے ہاں کتاب نے قبولیت کا شرف پایا۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس بات کو اپنے ان الفاظ میں تعبیر کیا ہے:

الموطا کتاب دیگر تمام کتابوں کی نسبت صحیح، شہرت یافتہ، قدیم تر اور جامع ہے امت مرحومہ میں سے اہل علم کا بہت بڑا طبقہ اس پر عمل پیرا ہونے، اس کی روایت و درایت میں اجتہاد کرنے اور اس کی مشکل پیچیدہ مقامات کی وضاحت و تشریح کرنے، نیز اس کی عبارات کے معانی سے استنباط کرنے اور اس کے اصولوں کو ٹھوس بنیادوں پر اٹھانے پر متفق ہے اور جس نے بھی اپنے مذہب کا دلائل سے جائزہ لینا چاہا اور اپنے جی میں انصاف کی کسوٹی پر اسے پرکھا تو اس نے لامحالہ یہ جان لیا کہ الموطا کتاب امام مالکؒ کے مذہب کا اصل ہتھیار اور اس کی بنیاد ہے۔

امام شافعی اور امام احمد کے مذہب کا مضبوط ستون اور اس کی چوٹی ہے اور امام ابو حنیفہ اور ان کے دونوں شاگردوں (امام یوسف امام محمد) کے مذہب کا چراغ اور اس کا روشن گلدستہ ہے۔

---

[10] الدِّیباجُ المذہب، 1/25

Āl-dÿbāğ āl-mḏhb, Vo;.1, P.25

یہ مذاہب "الموطا" کیلئے متون کی شروحات کی سی حیثیت رکھتے ہیں جبکہ "الموطا" ان کے لئے بڑے پھیلے ہوئے بار اور درخت کی سر سبز و شاداب شاخوں کے مضبوط تنے کی طرح ہے لوگ اگرچہ امام مالک کے فتاویٰ کو رد کرتے اور تسلیم بھی کرتے ہیں ان سے درخوار اعتنا کرتے اور انہیں اہمیت بھی دیتے ہیں مگر ان کا علمی چشمہ صافی ہوتا اور ان کا مذہب نکھرتا ہے تو اس ذریعہ سے جو کہ امام موصوف نے "الموطا" کے ابواب کی ترتیب میں اجتہادی قوت لگائی اور اس کی صحت کے اعتبار سے جانچ پرکھ میں محنت وتگ ودو کی۔[11]

محدثین رحمہم اللہ کا موطا امام مالک پر اعتماد:

محدثین کرام نے "الموطا" کی روایت پر اس کے مولف جلیل القدر امام کی مناسبت سے بہت زیادہ اعتماد کیا خاص کروہ جو ان کے بعد ہوئے انہوں نے اپنی جوامع اور سنن کی تصنیف وتالیف کے وقت "الموطا" پر اس حد تک اعتماد کیا کہ اس کا اسلوب ان کی تصانیف میں غالب نظر آتا ہے۔

قاضی ابو بکر بن العربی (543ھ) کا کہتے ہیں کہ:

> "الموطا تو اصل لب لباب ہے اور امام بخاری کی کتاب اس "باب" کی دوسری "اصل" ہے ا نہی دونوں پر ہی تمام محدثین کی کتابوں کی بنیاد ہے جیسا کہ امام مسلم کی صحیح مسلم اور امام ترمذی کی جامع ترمذی وغیرہ"۔[12]

مگر یہ دیکھنا ہو گا کہ کسی بھی چیز کی پہچان کے لیے کونسا درست راستہ اور طریقہ ہے مصنفین و محدثین نے " موطا امام مالک " یا اس کے علاوہ کسی دوسری کتاب پر اپنی "جوامع" اور "سنن" (کی تکمیل) میں کیسے استفادہ اور اعتماد کیا ہے۔

محدثین کے ہاں تو یہ طریقہ معروف ہے کہ انہوں نے اپنی ذکر کردہ روایات اپنے شیوخ (اساتذہ کرام) سے براہ راست قرات وسماع (یعنی اپنے استاذ کے سامنے پڑھیں اور اس نے سنیں) یا پھر استاد نے پڑھیں اور شاگرد (نے

---

[11] حافظ ابن حجر ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری ، دار الفکر، الریاض، 1999ء، 1/6
ḥāfẓ ābn ḥğr hdy āl-sāry mqdmh ftḥ āl-bāry, dār ālfkr, āl-ryāḍ, 1999 , vol.1, P.06

[12] التمہید ج ۱، ص ۷۹، یہ وہ جلیل القدر امام ہیں جنہوں نے براہ راست امام مالک پر "الموطّا" کو پڑھا، ان کے ساتھ وابستہ رہے اور ان سے خُوب عِلمی استفادہ کیا، یہاں تک کہ اُنہوں نے یہ کہا ہے: اللہ جلّ شانہ' کے دین کے بارے میں امام مالک رَحمہ اللہ! سے بڑھ کر کوئی بھی ایسا شخص نہیں جس نے مُجھ پر احسان کیا ہو۔"

سنیں) کے ذریعے لیں اور اپنی کتب حدیث یا تصنیفات میں ایک خاص ترتیب سے ذکر کر دیں اور ان کے اصل مصادر تک کی صراحت نہیں کی لیکن یہاں اس پر خاص اصطلاحات اور اشارات کا ہونا ضروری ہے مگر باوجود یکہ ہماری اغلبیت ان کی اصطلاحات کو جاننے سے یکسر قاصر رہی ہے تو پھر اگر ہمارا توقف محض راویوں ان کی روایات کردہ روایات اور ان کی خاص اصطلاحات جن کا تعلق کسی بھی وقت یا دور یا کسی بھی درجہ کے محدثین سے ہے روایت کو لینے کے طریقے یا اس کی ادائیگی کے الفاظ پر ہو اور پھر یہ کہ انہوں نے کس حد تک اپنے تئیں ان قواعد و اصطلاحات کا التزام کیا ہے تو شاید یہ عملی کوشش ہمارے لئے بہت سے علمی حقائق کو واضح کر دے جو اب تک ہم پر مخفی ہے۔

امام مالکؒ سے روایت کرنے والے راوی:

امام مالک سے روایت کرنے والے اس حد تک زیادہ راوی ہیں کہ ائمہ کرام میں سے کسی کے بھی اتنی تعداد ہیں راوی معلوم نہیں ہو سکے خطیب بغدادیؒ(463ھ) نے امام مالک کے راویوں کے بارے میں [13] مستقل کتاب تالیف کی ہے اور اس میں سات کم ایک ہزار راویوں کا ذکر کیا ہے یعنی کل نو سو ترانوے راوی شمار کئے ہیں جبکہ قاضی عیاض نے یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے امام مالک کے راویوں کے بارے میں جو کتاب تالیف کی ہے اس میں ایک ہزار تین سو سے زائد راویوں کے نام ذکر کئے ہیں۔[14]

نیز خطیب بغدادی ہی کی اسی مذکورہ کتاب کو رشید الدین عطار نے مختصر کیا ہے اور اس میں انہوں نے امام مالک سے روایت کرنے والے نو سو ستاون راوی ذکر کئے ہیں جبکہ امام مزی نے امام مالک کے ترجمہ میں نوے سے اوپر راوی ذکر کئے ہیں اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان راویوں کے مابین صرف روایات کو روایت کرنے والے راوی ہیں اور ان میں "موطا امام مالک" کے راوی بھی ہیں اور اسی طرح ان میں معروف نسخوں کے وہ راوی بھی ہیں جنہوں نے" موطا امام مالک"سے اپنے نسخے نقل کئے ہیں۔

موطا امام مالک کے راوی:

[13] شاہ ولی اللہ دھلوی، مصفی و مسوی شرح موطا، مکتبہ نور، 1/63

šāh wly āllh dhlwy, mṣfy w mswy šrḥ mwṭā, mktbh nwr, vol.1, P.63

[14] ابن العربی، "عَارِضَۃُ الاحُوَذِیُ"، دار المعرفہ، بیروت، 1338ھ، 1/5

ābn ālʿrby, ʾārḍt̄ āl-āḥwḏyʿ, dār āl-mʿrfh, byrwt, 1338, vol.1, P.5

حافظ صلاح الدین علائی کہتے ہیں اہل علم کی بہت بڑی تعداد نے امام مالک سے "الموطا" روایت کی ہے اور ان کی روایات میں، تقدیم و تاخیر، کمی و بیشی اور اختلافات بھی ہیں قاضی عیاض الدین نے "الموطا" کے اکیاسی راوی ذکر کئے ہیں پھر کہا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ الموطا کے راوی اس تعداد سے بھی کہیں زیادہ ہیں مگر ہم نے یہاں صرف اسی کا ذکر کیا ہے جن کا سماع امام مالک سے براہ راست ہم تک کسی نص (پختہ ثبوت) کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے اسی طرح امام مالکان کا روایات اخذ کرنا بھی یا پھر جن تک ہماری سند متصل (طریقے سے) پہنچی کہ انہوں نے حقیقتا امام مالک سے روایات لی ہیں۔ اور جن راویوں کا ذکر قاضی عیاض نے کیا ہے ابن ناصر الدین دمشقیؒ نے انہیں اشعار کی صورت میں ترتیب دیا ہے تا کہ ان کو زبانی یاد کرنا آسان ہو جائے بعد ازاں اپنی ایک عمدہ تالیف میں ان کی نثر بھی کر دی ہے۔[15]

اور ان راویوں کے مابین وہ راوی بھی ہیں جنہوں نے "الموطا" کے مشہور نسخے روایت کئے ہیں۔

"الموطا" کے مشہور نسخے:

قاضی عیاض کہتے ہیں:

> الموطا کے نسخوں میں سے جو مشہور ہوئے خاص کر "الموطات" تالیف کرنے والوں نے جسے نقل کیا کم و بیش بیس نسخے ہیں جبکہ بعض دوسروں نے تیس نسخے ذکر کئے ہیں۔

ابو القاسم شافعیؒ نے کہا ہے:

> "امام مالک سے معروف موطات کی تعداد گیارہ ہے جو اپنے مفہوم و معانی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب ہیں اور ان میں استعمال کی جانے والی چار ہیں"۔[16]

اور الموطا کے نسخوں کی اصل تعداد کی حد بندی میں علمائے حق کے اختلاف کی وجہ اس کے راویوں کی کثرت ہے اور ہر ایک نے وہی خبر دی ہے جس بارے میں وہ مطلع ہوا اور غافقی نے اس بارے بارہ روایات (نسخے) ذکر کی ہیں جو انہیں" الموطا" کی روایات سے موصول ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

---

[15] محمد بن حسن الشیبانی، السیر، ادارہ تحقیقات اسلامی، 18/290

mḥmd bn ḥsn ālšybāny, āl-syr, ādārh tḥqyqāt āslāmy, vol.8, P.290

[16]-قاضی عیاض، *ترتیب المدارك* وتقریب المسالك، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية - المغرب 1403ھ، 195/1

qāḍy ʿyāḍ, trtyb āl-mdārk wtqryb āl-msālk, wzārẗ āl-awqāf wālšwwn āl-aslāmyẗ-āl-mġrb 1403, vol.1, P.195

1۔یحیی بن یحیی المصمودیؒ کانسخہ 2۔عبد اللہ بن وہبؒ کانسخہ 3۔ابن القاسم المصریؒ کانسخہ
4۔معن بن عیسی القزازؒ کانسخہ 5۔عبد اللہ بن مسلمہ القعنبیؒ کانسخہ 6۔عبد اللہ بن یوسف التنیسیؒ کانسخہ
7۔یحیی بن عبد اللہ بن بکیر القرشی المخزومیؒ کانسخہ 8۔سعید بن عفیرؒ کانسخہ 9۔ابو مصعب الزہریؒ کانسخہ
10۔عبد اللہ الزبیریؒ کانسخہ 11۔محمد بن المبارک الصوریؒ کانسخہ 12۔اور سلیمان بن صردؒ کانسخہ۔[17]

اور امام السیوطیؒ (911ھ) دیگر دو روایتوں (نسخوں) پر توقف کیا ہے جو سابق الذکر غافقیؒ کے ذکر کردہ نسخوں کے علاوہ ہیں اور وہ دونوں درج ذیل ہیں:

1۔سوید بن سعیدؒ کانسخہ 2۔محمد بن حسن الشیبانیؒ کانسخہ

جبکہ شیخ محمد زکریا کاندھلویؒ نے دو مزید نسخوں کا ذکر کیا ہے جو امام غافقی اور امام سیوطی رحمہا اللہ کے ذکر کردہ نسخوں کے علاوہ ہیں اور وہ دو اور نسخے یہ ہیں:

1۔ابو حذافہ السہمیؒ کانسخہ 2۔یحیی بن یحیی بن بکیر نیشاپوریؒ کانسخہ اور شاید علمی تحقیق ہمیں مزید "الموطا" کے نسخوں پر مطلع کردے۔[18]

امام مالکؒ سے وایت کرنے والے راویوں کی پہچان کے بعد آنے والی سطور میں ہم ان کے روایت کرنے کے اسلوب (اصل طریقے وصیغے) کو بیان کرنا چاہتے ہیں تا کہ سمجھنے میں مزید آسانی ہو سکے۔

امام مالکؒ کے طبقے میں تحمل واداء کے طرق

امام مالکؒ نے جو ذکر کیا ہے وہ رایت کرنے کی حقیقی صورت نیز تابعین اور ان کے شاگردان باوفاء میں متداول اسلوب کو جو کہ اہل علم کے اس طبقہ کا سب سے بلند تر درجہ کا طریقہ ہے کو پیش کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں:

---

[17] اور اُنہوں نے اسے مَحض" أسمآءُ الدُّوَاة عن مَالِكٍ" کانام دیا ہے۔نیز ابُو مُحَمّد سالم سکفی نے اس کی تحقیق کی ہے اور "مؤلّفِ کتاب" پر استدراک بھی کیا ہے۔اس طرح اُنہوں نے اس میں مذکُورہ راویوں کی تعداد ایک ہزار پانچ سو چھیاسی (۱۵۸۶) تک پُہنچائی ہے۔

[18] حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن عبد الرحمن المزی، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال،27/91اور ان (امام مِزّی رَحِمَهُ الله!) کے معرُوف مَنہج میں سے یہ ہے کہ وہ حدیث کی چھ ٦ کتابوں میں صاحب ترجمہ (امام مالک رَحِمَہُ اللہ!) کے شاگردوں اور اساتذہ کرام سب کو ہی احاطہ میں لاتے ہیں۔

''ہمارے ہاں سماع کی تین قسمیں ہیں: پہلی قسم یہ ہے کہ تیرا استاد (عالم) کے سامنے پڑھنا (اور اس کا سننا) دوسری قسم یہ ہے کہ استاد (عالم) کا تیرے سامنے پڑھنا اور (تیرا سننا) اور تیسری قسم یہ ہے کہ استاد (عالم) تیری طرف کتاب بڑھائے جس پر اس کو یقینی دسترس ہے اور وہ کہے کہ اسے میری طرف سے دکھادو''۔

اگرچہ اس طبقہ کے ائمہ حدیث پر پہلا طریقہ کہ عالم (یعنی استاد) کے سامنے شاگرد کا پڑھنا ہی زیادہ مناسب اور رائج ہے مگر یہ کہ کتاب یا اپنے تمام تر مشروط ضابطوں کے ساتھ نسخے کی اجازت دینا ہی روایت کے مذکورہ بالا تینوں طرق (اسالیب) میں سے سب سے زیادہ مشہور و متداول ہے خاص کر ائمہ محدثین اور ان کے بڑے شیوخ کے ہاں۔

امام مالکؒ کے طبقہ میں تحمل و اداء کے الفاظ

جو روایت تو انہوں نے پہلے طریقہ (شاگرد کا اپنے شیخ کے سامنے پڑھنا) کے مطابق لی ہے تو اس کی تعبیر انہوں نے ان لفاظ سے کی ہے " قرات اور قرئی" مطلب یہ ہے کہ میں نے پڑھا یا شیخ کے سامنے پڑھا گیا بہت کم اور کبھی کبھار اگرچہ تعبیر کے اعتبار سے یہ الفاظ سب سے بہتر ہیں سوائے اس شخص کے جس کے پیش نظر روایت کو نقل کرنے کا حکم ہو اور یہ صحیح ہے کہ محض طریقہ نقل کے اعتبار سے انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ تعبیر کی ہے (حدثنا، حدثنی) مطلب یہ ہے کہ استاد نے مجھے بتایا یا اس نے ہمیں بتایا اور یہ بھی نادر یعنی کبھی کبھار ہی ہوا ہے۔

ان کے درمیان سب سے زیادہ متداول تعبیر ان الفاظ کے ساتھ تھی (اخبرنی، اخبرنا) مطلب یہ ہے کہ استاد نے مجھے خبر دی یا اس ن ے ہم کو خبر دی اور بہت سے محققین علماء رحمھم اللہ تعالی نے انہی الفاظ کا استخدام کیا ہے اور ان میں وہ اہل علم بھی ہیں جنہوں نے روایت لینے میں پہلے طریقہ کو اختیار کیا ہے (یعنی شاگرد نے اپنے شیخ کے سامنے پڑھا اور اس نے سنا) اور جو رواویت انہوں نے دوسرے طریقے (شاگرد نے سنا اور اس کے شیخ نے پڑھا) کو اختیار کرتے ہوئے لی ہے تو اس کے لیے انہوں نے درج ذیل الفاظ استعمال کئے ہیں:

(سمعت اور حدثنی ، حدثنا) مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے استاعد سے سنا اور اس نے مجھے بیان کیا یا اس نے ہم کو بیان کیا۔ اسی طرح جو انہوں نے تیسرے طریقہ کو اپناتے ہوئے روایات لی ہیں اور وہ طریقہ ہے "اپنے شیخ کی طرف سے نقل کی اجازت " تو اس کے لئے انہوں نے مندرجہ ذیل الفاظ کا استعمال لاتے ہوئے تعبیر کیا ہے (عن، قال) اور ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ فلاں سے یا فلاں نے کہا اور ان میں بہت خاص بڑی حد تک دقت (باریک بینی) ہے۔ جبکہ یہ دونوں (حدثنی، حدثنا اور اخبرنی، اخبرنا) کے الفاظ "روایت کو شیخ کی اجازت سے لینے" کے معنی کو پورے حتمی اور واضح انداز سے ادا نہیں کر پاتے۔

آئمہ محدثینؒ کے ہاں (حدثنی اور حدثنا) کا استعمال، روایت لینے کے دوسرے طریقے (یعنی شاگردوں کا براہ راست اپنے شیخ سے سننا) اور (اخبرنی اور خبرنا) روایت لینے کے پہے طریقے (یعنی شاگردوں کا براہ راست اپنے شیخ کے سامنے پڑھنا) عام متداول اور رائج ہو چکا ہے۔

دوسری جانب ائمہ محدثین تعالی کا لفظ (العننه) کے استخدام سے روایت لینے کے دوسرے طریقے (یعنی جو شاگردنے اپنے استاد سے سنا) کے درمیان اور روایت لینے کے اس تیسرے طریقے (یعنی شاگردنے جو اپنے استاد سے اجازت میں لیا) کے درمیان کوئی معاملہ خلط ملط نہیں ہوتا اور یہ مؤخر الذکر روایت لینے کا طریقہ (الاجازۃ مع المناولۃ) باقی دو کی نسبت کم ہے۔

کتابی روایت کا قاعدہ

اس کا اختصار کرتے ہوئے اس قاعدہ کی وضاحت کرتے ہیں کہ اور اس بحث کو ثبوت کے اعتبار سے موطا امام مالک سے کی گئی روایت کتابی (یعنی اس کا تعلق محض لکھنے اور نقل کرنے سے ہے) یا پھر شفوی (یعنی اس کا تعلق منہ میں زبان کے الفاظ سے) ہے تو اس تحقیق کے بعد ہم ان روایات کی وضاحت کرتے ہیں جو امام مالکؒ سے روایت ہوئی ہیں (جب روایت ان الفاظ اور صیغوں سے آئے:)

1۔ قرات اور قری) علی مالک (یعنی میں نے یا امام مالک پر پڑھا گیا) اور اسی طرح:

2۔(عن) مالک (یعنی یہ روایت امام مالک سے لی گئی یا ان سے روایت کی گئی اور بعینہ:

3۔(اخبرنی، اخبرنا) مالک (یعنی مجھے یا ہم کو امام مالکؒ نے یہ خبر دی) تو ہم حتمی طور پر یہ کہہ سکنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ یہ روایات (اور نسخ وغیرہ) موطا امام مالک سے "کتابی" صورت میں لئے گئے ہیں (نہ کہ شفوی اور زبانی کلامی) خاص طور پر جب راوی کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ اس سے "الموطا" کو روایت کیا ہے یا وہ "الموطا" کے نسخوں میں سے "نسخہ" کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

امام مسلم کی الموطا سے تخریج

امام مسلمؒ نے اپنے گیارہ شیوخ (اساتذہ کرام) کے واسطے سے امام مالک سے روایت کی ہے اور ایک درجہ کم امام مالک کے بارہ شاگردوں سے روایت کی ہے۔ جبکہ دو درجہ کم امام مالک کے شاگردوں میں سے صرف ایک شاگرد سے روایت کی اور اس بیان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ امام مسلم نے زیادہ تر روایات اپنے شیخ (استاد محترم) یحیی بن یحیی بن بکیر کے واسطے سے امام مالک سے لی ہیں جن کی تعداد دو سو انتیس تک پہنچتی ہے۔

2۔ اپنے شیخ (استاد محترم) قتیبہ بن سعیدؒ کے واسطے سے امام مالکؒ سے سینتالیس روایات لی ہیں۔

3۔ اپنے شیخ (استاد محترم) عبد اللہ بن مسلمہ القعنبی کے واسطے سے امام مالک سے اٹھارہ روایات لی ہیں۔

4۔ اپنے شیخ (استاد محترم) عبد الاعلی بن حماد کے واسطے سے امام مالک سے دو روایات کی ہیں۔

5۔ اپنے شیخ (استاد محترم) اسماعیل بن اویس کے واسطے سے امام مالک سے دو روایات کی ہیں۔

6۔ اپنے شیخ (استاد محترم) سعید بن منصور بن شعبہ واسطے سے امام مالک سے بھی دو روایات لی ہیں۔

7۔ اسی طرح انہوں نے اپنے شیخ (استاد محترم) یحیی بن ابی عمرؒ کے واسطے سے امام مالک سے ایک روایت کی ہے۔

8۔ اپنے شیخ (استاد محترم) منصور بن ابی مراحم کے واسطے سے امام مالک سے صرف ای ہی روایت کی ہے۔

9۔ اپنے شیخ (استاد محترم) سوید بن سعید کے واسطے سے امام مالکؒ سے صرف ایک روایت کی ہے۔

10۔ اپنے شیخ (استاد محترم) خلف بن ہشام کے واسطے سے امام مالک سے ایک روایت کی ہے اسی طرح

11۔ بعینہ انہوں نے اپنے شیخ (استاد محترم) احمد بن ابی بکر الزہری کے واسطے سے امام مالک سے صرف ایک روایت لی ہے۔

جو امام مسلم نے امام مالک کے شاگردوں میں سے ایک درجہ کم کے شاگردوں سے روایت کی ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

1۔ عبد اللہ بن وھب کے واسطے سے امام مالک سے سینتیس روایات کی ہیں۔

2۔ معن بن عیسی کے واسطے سے امام مالک سے پندرہ روایات کی ہیں۔

3۔ اسحاق بن عیسی کے واسے سے امام مالک سے ااٹھ روایات کی ہیں۔

4۔ جویریہ بن اسما کے واسطے سے امام مالک سے سات روایات کی ہیں۔

5۔ عبد الرحمان بن مھدی کے واسطے سے امام مالک سے چھ روایات کی ہیں۔

6۔ روح بن عبادہ کے واسطے سے امام مالک سے تین روایات کی ہیں۔

7۔ عبد اللہ بن المبارک کے واسطے سے امام مالک سے دو روایات کی ہیں۔

8۔ عبد الہ بن نافع کے واسطے سے امام مالک سے ایک روایت کی ہے۔

9۔ ابو علی الحنفی کے واسطے سے امام مالک سے بھی ایک روایت کی ہے۔

10۔ بشر بن عمر کے واسطے سے امام مالک سے صرف ایک روایت کی ہے۔

11۔ اسحاق بن سلیمان الرازی کے واسطے سے امام مالک سے صرف ایک روایت کی ہے۔

12۔ خالد بن مخلد کے واسطے سے امام مالک سے ایک ہی روایت لی ہے۔

امام مسلم سے امام مالک کے دو درجہ کم کے شاگردوں سے جو روایت لی ہے وہ بھی امام بخاری کی طرح صرف ایک ہی ہے جو انہوں نے شعبہ کے واسطے سے امام مالک سے لی ہے۔

یہ تمام روایات جنہیں امام مسلم نے اپنی اسانید کے ساتھ امام مالکؒ سے اپنی "صحیح" میں ذکر کیا ہے ان کی کل تعداد تین سو نواسی ہے۔

کیا امام مسلم نے یہ روایات اسلامی ممالک یا دیگر شہروں میں اپنے مختلف اسفار کے دوران اپنے شیوخ (اساتذہ کرام) سے براہ راست ان کی زبان سے سنی ہیں۔

پھر انہوں نے اس کے بجائے "موطا امام مالک" سے نقل کردہ کسی نسخے پر اعتماد کیا ہے؟

کیا "صحیح مسلم" میں امام مالک سے روایت کرنے والوں میں اصحاب نسخ ہیں؟

تو اس سوال کے جواب میں، "صحیح مسلم" میں امام مالک سے روایت کرنے والے ان راویوں کے اور موطا امام مالک کے راویوں کے ناموں اور صفحہ 4 پر مشہور نسخوں کو مرتب کرنے والے ائمہ کرام کے درمیان تقابل کے نتیجے میں موطا امام مالک سے مرتب کئے گئے معروف نسخوں کو تیار کرنے والے چھ کے قریب رواۃ ہیں۔ جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

یحیی بن یحیی بن بکیر الحنظلی النیسابوری، عبد اللہ بن مسلمہ القعنبی، اسماعیل بن ابی اویس، سوید بن سعید، عبد اللہ بن وهب، اور معن بن عیسی القزار۔

موطا امام مالک کے راویوں میں سے چھ وہ راوی جنہوں نے "الموطا" سے روایت کی مگر ان کی روایات نے شہرت نہیں پائی:

قتیبہ بن سعید بن جمیل البلخی، روح بن عبادہ ، جویریہ بن اسماء، عبد الرحمان بن مہدی، اسحاق بن عیسی الطباع البغدادی اور عبد الاعلی بن حماد ہیں۔

یہ بعید نہیں کہ عبد الاعلی بن حماد بھی امام مالک کے راویوں میں سے ایک اور "غیر معروف" نسخے کو مرتب کرنے والے بھی ہیں۔

تحقیق کے بعد یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ خاص رواۃ جنہوں نے امام مالک سے احادیث تو روایت کیں مگر کوئی نسخہ وغیرہ روایت نہیں کیا ان کی تعداد گیارہ ہے جو درج ذیل ہیں:

عبد اللہ بن مبارک، سعید بن منصور، یحیی بن ابی عمر، منصور بن ابی مزاحم، خلف بن ہشام ، عبد اللہ بن نافع، ابو علی الحنفی، بشر بن عمر، اسحاق بن سلیمان الرازی، خالد بن مخلد اورشعبہ۔

صحیح مسلم میں امام مالکؒ سے روایت کرنے والے راویوں کے اداء کے صیغے اور الفاظ

1۔ امام مسلمؒ نے اپنے شیخ (استاد) یحیی بن بکیر سے جو روایات لی ہیں ان کی تعداد دوسو انتیس (229) تک پہنچتی ہے جو سوائے چھ روایات کے ایک ہی ادائے لفظ اور صیغہ سے آئی ہیں اور وہ صیغہ یہ ہے (حدثنا یحیی بن یحیی، قال قراءت علی مالک) اور بقیہ چھ روایات میں امام یحیی بن بکیر نے امام مالک پر حدیث پڑھنے کے مفہوم کا ذکر کیا ہے جیسے انہوں نے حدیث نمبر 542 کے بارے میں کہا ہے (قلت لمالک حدث عامر) اور حدیث نمبر 1357 کے سلسلے میں یہ الفاظ ذکر کئے (قلت لمالک حدثک بن شهاب) مزید انہوں نے حدیث نمبر 1494 اور حدیث 1501 کے بارے دونوں کے بارے میں یہ صیغہ ادا کیا ہے (قلت لمالک حدثک نافع) اسی طرح انہوں نے حدیث نمبر 1541 کے سلسلے میں کہا (قلت لمالک حدثک داود) جبکہ انہوں نے حدیث نمبر 1914 کے بارے میں یہ الفاظ ذکر کئے ہیں (قلت لمالک حدثک سمی)

یہ سارا بیان اس بات کی تاکید میں ہے کہ امام مسلم نے یہ مذکورہ روایات اپنے استاذ یحیی بن یحیی کے نقل کردہ مشہور نسخے سے لی ہیں جو کہ بذریعہ سماع اخذ کی گئیں سو یہ روایات کتابی روایات ہوئیں یا قرار پائیں۔

2۔ امام مسلمؒ کی اپنے استاذ (شیخ) قتیبہ بن سعید سے لی گئی روایات میں سے چھبیس تو درج ذیل صیغہ سے ذکر ہوئی ہیں (حدثنا قتيبه بن سعيد عن مالك فيما قرئى عليه) جبکہ بارہ روایات اس صیغہ سے آئی ہیں (حدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك) اور ایک روایت میں یہ صیغہ استعمال ہوا ہے (حدثنا قتيبة حدثنا مالك) اور اس بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ کسی نقل کرنے والے کے قلم سے یہ تساہل ہوا ہے۔

چھ روایات اداء کے الفاظ کے ساتھ (حدثنا فلان و قتيببة قالا، او قالو حدثنا مالك) اور میرے گمان کے مطابق سیاق وسباق، مصنف سے یہ طرز عمل اپنانے کا تقاضا کرتا ہے نیز سیاق اس طرف جاتا ہے کہ روایت لینے کے یہ دونوں مذکورہ صیغے:

(عن مالك فيما قرئ عليه) اور محض (عن مالک) امام مسلم کے شیخ قتیبۃ بن سعید نے ان دونوں کا استعمال اپنے روایت کردہ نسخے میں کیا ہے اگرچہ ان کا یہ نسخہ غیر معروف ہی کیوں نہ ہو لہٰذا یہ روایت کتابی ہے۔

3۔ امام مسلم کی اپنے شیخ (استاذ) عبد اللہ بن مسلمہ سے اخذ کردہ روایات کی مجموعی تعداد اٹھارہ بنتی ہے جو ما سوائے ایک یا دو روایتوں کے ساری کی ساری اس صیغہ اداء سے ذکر ہوئی ہیں (حدثنا عبد الله بن مسلمة حدثنا مالك) اور ایک روایت نمبر 1375 ہے جس میں القعنبیؒ کہتے ہیں (قراءت علی مالک) اور اسی طرح ایک دیگر روایت نمبر 1263 ہے جس میں موصوف نے (عن) کا لفظ استعمال کیا ہے۔

امام مسلمؒ نے ان روایات کو امام القعنبیؒ کے نسخہ میں سے ہی ماخوذ معروف نسخہ سے لی ہیں باوجودیکہ امام موصوفؒ نے روایات لیتے ہوئے سماع میں واضح صیغہ ہی استعمال کیا ہے نہ کہ (العنعنه) کا صیغہ جو کہ کسی کتاب یا نسخہ سے روایات لیتے وقت استعمال میں لایا جاتا ہے جیسا کہ عبد اللہ بن مسلمہ القعنبیؒ سے یہی بات آئی ہے وہ کہتے ہیں:

" میں نے امام مالکؒ سے تیس برس ساختلاف کیا اور الموطا میں کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہ ہو گی جس کے بارے میں اگر میں چاہوں تو یہ بات (بہانگ دہل) کہہ سکتا ہوں کہ میں اسے امام مالکؒ سے (براہ راست) کئی مرتبہ سن چکا ہوں مگر میں نے محض امام موصوفؒ کے روبرو پڑھنے پر ہی اکتفا کیا ہے (یعنی قرات علی مالک) کیونکہ امام مالکؒ خود اس بات کے قائل تھے کہ شاگرد کی قرات اپنے استاد کے سامنے، زیادہ پائیدار طریقہ ہے کہ خود عالم (استاد) اپنے شاگرد کے سامنے کچھ پڑھے تو یہ روایت بھی کتابی ثابت ہوئی۔

4۔ امام مسلمؒ کی اپنے شیخ عبد الاعلی بن حماد سے روایت:

یہ شیخ امام مالکؒ کی "الموطا" کے راویوں میں سے ہی ایک راوی ہیں اور ان کے پاس ایک ایسا نسخہ ہے جو کہ غیر معروف ہے جیسا کہ انہوں نے 'صحیح مسلم' کے دو مقامات پر یہ الفاظ کہے ہیں (قراءت علی مالک) یعنی حدیث نمبر 2609 اور 2655۔ سو یہ روایات بھی کتابی صفت سے متصف ہیں۔

5۔ امام مسلمؒ کی اپنے شیخ (استاد) اسماعیل بن ابی اویس سے اخذ کردہ روایت اس صیغہ سے دو جگہوں پر (حدیث نمبر 1211 اور 1927) پر وارد ہوئی ہے (حدثنی خالی مالک ابن انس) ابن ابی اویسؒ خود کہتے ہیں میں نے امام مالکؒ سے پوچھا اور میں نے کہا اے ابو عبد اللہ آپ کی کتاب تو آپؒ پر پیش کی جاتی (یعنی پڑھی جاتی) ہے اور دیگر لوگ بھی وہاں اس وقت حاضر ہوتے ہیں تو کیا میرے لئے اور ہر اس شخص کے لئے جو وہاں حاضر ہوتا ہے یہ جائز ہے کہ اسے آگے بیان کرتے وقت میں یہ صیغہ ادا کروں (حدثنی مالک) جبکہ میں نے آپ سے کچھ سنا نہیں میں تو اس وقت صرف

حاضر تھا جب آپ پر اس کتاب کو پیش کیا گیا تو اس پر امام مالک نے جواب میں فرمایا: ہاں! (کیوں نہیں) کیا میں نے اسے سنا نہیں اور جب بھی کوئی خطا (غلطی) آئی تو (تصحیح کی خاطر) اسے لوٹایا نہیں۔

تو یہ بات واضح ہوئی کہ امام مسلمؒ اپنے شیخ (استاد) اسماعیل بن ابی اویسؒ نے روایت بیان کرتے وقت "اخبرنا" کے بدلے "حدثنا" کے الفاظ استعمال کئے ہیں جو راویوں کے اس طبقہ میں "کتابی روایت" پر دلالت کرتے ہیں اسی بناء پر مجھے یہ بات کہنے میں کوئی بات نہیں اور پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ امام مسلمؒ نے یہ روایات اپنے استاذ محترم اسماعیل بن ابی اویس کے نقل کردہ مشہور نسخے سے ان سے سن کر لی ہیں سو یہ روایات کتابی ہوں گی۔

6۔ اور بعینہ امام مسلمؒ کی روایت اپنے شیخ محترم سعید بن منصورؒ سے دو مقامات یعنی حدیث نمبر 1421 اور 1494 پر ایک ہی صیغہ سے وارد ہوئی ہے (حدثنا سعید و قتیبۃ قالا حدثنا مالک) تو ظاہر ہے کہ یہ دونوں روایتیں شفوی ہیں۔

7 تا 10: امام مسلمؒ نے ایک ہی روایت اپنے مختلف ائمہ کرام اور شیوخ اعظم جیسے یحیی بن ابی عمر، منصور بن ابی مزاحم، خلف بن ہشام اور احمد بن ابی بکر الزہری رحمہم اللہ تعالی اجمعین سے روایت کی ہے اور یہ روایات شفوی روایات ہیں اس لئے کہ یہ سب جن کے بارے میں جانا گیا ہے کہ وہ امام مالکؒ کی کتاب "الموطا" کے راویوں میں سے ہیں۔(واللہ اعلم)

11۔ اور جہاں تک امام مسلمؒ کی روایت کا سوید بن سعید سے تعلق ہے تو انہوں نے ان سے صرف ایک ہی روایت بیان کی ہے جس میں اداء کا صیغہ (عن مالک) ہے اور یہ صاحب "مشہور نسخہ" والے ہیں لہذا اس نسخہ سے منقول روایت کتابی روایت ہوئی۔

اور جو روایات امام مسلمؒ نے ایک درجہ کم کے راویوں سے روایت کی ہیں (ان کی تفصیل درج ذیل ہے)

(1): جہاں تک امام مسلمؒ کی امام ابن وہبؒ کے واسطے سے روایات لینے کا تعلق ہے تو ان کی تعداد سینتیس تک پہنچتی ہے جو درج ذیل صیغوں سے ذکر ہوئی ہیں:

1۔ (حدثنی ابو الطاہر اخبرنا ابن وہب، اخبرنا مالک)

2۔ (حدثنی ابو الطاہر، اخبرنا ابن وہب اخبرنی مالک)

3۔(بحدثنی ہارون ابن سعید الایلی، حدثنا ابن وہب قال اخبرنی مالک)

4۔ (حدثنی یونس بن عبد الاعلی قال اخبرنا عبد اللہ بن وہب قال اخبرنی مالک)

5۔ (حدثنی ہارون بن سعید الایلی بن وہب، حدثنی مالک)

6۔ (حدثنی یونس بن عبد الاعلی اخبرنا عبد داللہ بن وھب حدثنی مالک)

7۔ (حدثنی ابو الطاہر اخبرنا عبد اللہ بن وھب، سمعت مالک ابن انس)

8۔ (حدثنی ابو الطاہر، حدثنی عبد اللہ بن وھب عن مالک بن انس)

تو ان روایات میں ہم عبد اللہ بن وھبؒ کو امام مالکؒ سے روایات کی ادائیگی میں پانچ مختلف صیغے استعمال کرتے ہوئے پاتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

(اخبرنی، اخبرنا، حدثنی ، سمعت اور عن) اور میں یہ بات وثوق سے نہیں کہہ سکتا کہ امام مسلمؒ نے یہ روایات اپنے شیخ عبد داللہ بن وہبؒ کے واسطے سے، اور الموطا سے ماخوذ ان کے مشہور نسخے سے ہی لی ہیں اور اس کی اصل وجہ ان روایات میں اداء کے صیغوں کا مختلف ہونا ہے اور خاص کر عبد اللہ بن وہبؒ کی تو اپنی دو کتابیں "کتاب الجامع اور کتاب الموطا" اور ان کے علوہ دیگر کتب بھی ہیں اور شاید امام مسلمؒ نے عبد اللہ بن وہبؒ کے واسطے سے لی گئی اپنی ان روایات میں عبد اللہ بن وھبؒ کی کتابوں پر ہی اعتماد کیا ہو۔

اور پھر یہ بھی ہے کہ امام مسلمؒ کے استاد عبد اللہ بن وہب کے "موطا امام مالک" سے ماخوذ مشہور و معروف نسخے کا انکار کسی کے بس میں نہیں اور یہی چیز اس بات کو ممکن بناتی ہے کہ اس کا اعتبار امام مسلم کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔

اور اسی طرح امام مسلمؒ کی وہ روایات جو انہوں نے معن بن عیسیٰؒ سے لی ہیں ان کو مجموعی تعداد پندرہ تک پہنچتی ہے جو درج ذیل صیغوں سے ذکر ہوئی ہیں:

1۔ (حدثنی نصیر بن علی واسحاق بن موسی حدثنا م عن حدثنا مالک)

2۔ (حدثنی عبد اللہ بن جعفر حدثنا معن حدثنا مالک)

3۔(حدثنا اسحاق بن موسی حدثنا معن عن مالک)

4۔ حدثنا ھارون بن عبد اللہ وعبد اللہ بن جعفر عن معن عن مالک)

5۔ حدثنا ابن ابی عمر حدثنا ابی معن عن مالک)

تو مندرجہ بالا یہ روایات جو کہ امام مسلمؒ کے شیخ (استاد محترم) معن بن عیسیٰؒ کے واسطے سے آئی ہیں انہیں معن بن عیسیٰؒ نے صرف دو صیغوں سے ہی تعبیر کیا ہے ایک (حدثنا) اور دوسرا (عن) اور یہاں بھی ہم ان ذکر کردہ "اداء" کے صیغوں کے مختلف ہونے کی بناء پر حتمی انداز سے یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ یہ روایات جو امام مسلمؒ نے اپنے استاد محترم معن بن عیسی کے واسطے سے لی ہیں یہ بھی "الموطا" کے مشہور نسخہ سے ہی ماخوذ ہیں اور جو بات میرے ذہن کو اپیل کرتی ہے وہ یہ کہ یہاں کچھ تو روایات وہ ہیں جو انہوں نے سماعا یعنی سن کر اخذ کی ہیں جبکہ کچھ ایسی بھی روایات ہیں

جو امام مسلمؒ نے اس نسخے سے حاصل کی ہیں جو 'الموطا' سے روایت کیا گیا ہے اور جس کی روایت میں انہوں نے (عن مالک) کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ (واللہ اعلم)

امام مسلمؒ کی وہ روایات جو انہوں نے اسحاق بن عیسیٰؒ کے واسطے سے لی ہیں ان کی تعداد آٹھ تک پہنچتی ہے جو درج ذیل صیغوں کے ساتھ آئی ہیں:

(حدثنی زهیر بن حرف، حدثنی اسحاق بن عیسی حدثنا مالک)

(و حدثنا محمد بن رافع، حدثنا اسحاق بن عیسی، اخبرنا مالک)

ہم وثوق سے یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ اسحاق بن عیسیٰؒ کی یہ روایات 'الموطا' کے اس نسخے سے لی گئی ہیں جسے انہوں نے 'ادا' کے صیغوں کے اختلاف کے باوجود روایت کیا ہے۔

امام مسلمؒ جویریۃ کے طریق سے اخذ کردہ روایات کی کل تعداد سات ہے جو ساری کی ساری ایک ہی صیغہ سے آئی ہیں اور وہ اداء کا صیغہ یہ ہے:

(حدثنی عبد الله بن محمد بن اسماء حدثنا جویریة عن مالک)

ہاں مگر پہلی روایت کے جس کا نمبر 2151 ہے تو امام مسلمؒ نے اس بارے میں یہ الفاظ ادا کئے ہیں (حدثني به ان شاء اللہ عبد اللہ ابن محمد بن اسماء الضبعی) امام مسلمؒ کی اس عبارت نے مجھے اسی پر ہی ٹھہرا دیا ہے اور میرے ہاں یہ بات بعد از قیاس نہیں کہ یہ روایات 'الموطا' کے اس نسخے سے لی گئی ہوں جسے انوہں نے روایت کیا ہے اس لئے کہ یہ سب ایک ہی صیغہ سے آئی ہیں سو یہ کتابی روایت ہوئی۔

اسی طرح امام مسلمؒ کی وہ روایات جو عبد الرحمان بن مھدیؒ کے واسطے سے روایت کی گئی ہیں چھ روایات ہیں اور امام عبد الرحمان بن مہدیؒ نے ان کی روایت میں اداء کا صرف ایک صیغہ (عن مالک) استعمال کیا ہے اور میں اسے بھی بعد از قیاس نہیں سمجھتا کہ یہ سب روایات بھی اسے "نسخے" سے لی گئی ہوں جو انہوں نے امام مالکؒ کی 'الموطا' سے روایت کیا ہے۔ سو اس طرح یہ بھی کتابی روایت ہوئی۔

امام مسلمؒ کی وہ روایات جو انہوں نے روح کے واسطے سے روایت کی ہیں وہ صرف تین روایات ہیں جو درج ذیل دو مختلف صیغوں سے ذکر ہوئی ہیں:

1۔(حدثنا اسحاق بن ابراہیم اخبرنا روح و عبد الله بن نافح و حدثنا اسحاق بن ابراہیم واللفظ له قال اخبرنا روح عن مالک)

2۔ حدثنی محمد بن مرزوق، حدثنا روح، حدثنا مالک)

اور ان روایات کے بار میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ امام روح کے نسخہ سے لی گئی ہیں اور اس بناء پر ہم حتمی طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان میں 'ادا' کے صیغے (خاصے) مختلف الفاظ کے ساتھ ذکر ہوئے ہیں۔

جہاں تک امام مسلمؒ کی حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کے واسطے سے روایت کا ذکر ہے تو وہ ایک روایت اسی ایک صیغہ سے وارد ہوئی ہے:

(حدثنا عبد الرحمان بن سهم حدثنا عبد الله بن المبارک اخبرنا مالک)

تو اس طرح سے یہ روایت کتابی کے بجائے شفوی قرار پائی اسی طرح:

امام مسلمؒ کی روایت عبد اللہ بن نافعؒ سے جو کہ متابعت کی صورت میں آئی ہے اور اس کے اداء کا صیغہ بھی غیر واضح ہے۔

امام مسلمؒ کی وہ روایت جو ابو علی الحنفی جو کہ اصل میں عبید اللہ بن عبد المجید ہیں کے طریقے سے روایت ہوئی ہے درج ذیل صیغہ سے ذکر ہوئی ہے:

(حدثنا عبد الله بن عبد الرحمان الدارمی، حدثنا ابو علی الحنفی حدثنا مالک) (حدیث نمبر 4229)

تو یہ حدیث بھی شفوی ہے۔

اور جہاں تک امام مسلم کی اس روایت کا تعلق ہے جو بشر بن عمرؒ کے واسطے سے ذکر ہوئی ہے اس صیغہ سے آئی ہے:"حدثنی اسحاق بن منصور، اخبرنا بشر بن عمر قال سمعت مالک بن انس" اور یہ حدیث نمبر 1669۔

سو یہ بھی شفوی روایت ہوئی۔

اور امام مسلمؒ کی اسحاق بن سلیمان الرازیؒ کے واسطے سے روایت "ادا" کے اس صیغہ کے ساتھ آئی ہے:"حدثنی عمر و الناقد، حدثنا اسحاق ابن سلیمان الرازی، قال سمعت مالکا" اور یہ حدیث نمبر 1057۔

اور یہ روایت "شفوی" ہے۔

امام مسلمؒ کی روایت جو خلاد بن مخلد کے واسطے سے روایت ہوئی ہے وہ متابعت کے طور پر (عن مالک) کے صیغہ کے ساتھ ذکر ہوئی ہے۔

جو امام مسلمؒ نے دو درجہ کم کے راویوں سے روایت کی ہے۔

وہ ایک ہی روایت ہے جو امام شعبة بن الحجاج کے طریقے سے ہے اسی ایک "صیغہ " کے ساتھ ذکر ہوئی ہے:

"حدثنی حجاج بن الشاعر، حدثنی یحیی بن کبیر، حدثنا شعبة عن مالک" اور یہ حدیث نمبر 3655-

اور یہ روایت شفوی روایت ہے۔

روایات کی کل تعداد	امام مالک سے امام مسلم کے شیوخ	ان کے شیخ کے شیخ سے	آگے ان کے شیخ کے شیخ سے	امام مالک سے	تحمل واداء کا صیغہ	راوی کا نسخہ	الموطا کے راوی	احادیث کے راوی	حتمی نتائج
22	یحیی بن بکیر	نعم (ہاں)			قراءت علی	ہاں			کتابی روایت
47	قتیبہ بن سعید	نعم (ہاں)			فیما قرئی علیہ + عن		ہاں		کتابی روایت
15	القعنبی	نعم (ہاں)			قراءت علی +عن+حدثنا	ہاں			کتابی روایت
2	ابن حماد	نعم (ہاں)			قراءت علی		کوئی بعید نہیں		کتابی روایت
2	ابن ابی اویس	نعم (ہاں)			حدثنی بدلا من اخبرنی	ہاں		ہاں	کتابی روایت
2	سعید بن منصور	نعم (ہاں)			حدثنا			ہاں	شفوی روایت
1	ابن ابی عمر	نعم (ہاں)			متابعة، عن			ہاں	شفوی روایت
1	ابن ابی مزاحم	نعم (ہاں)			حدثنا				شفوی روایت
1	سوید بن سعید	نعم (ہاں)			عن	ہاں		ہاں	کتابی روایت

1	خلف بن ہشام	نعم(ہاں)			حدثنا			ہاں	شفوی روایت
1	ابن ابی بکر	نعم(ہاں)			حدثنا				شفوی روایت
37			عبد الله بن وهب	ہاں	اخبرنا + حدثنا+عن+ سمعت	ہاں			شفوی روایت
15			معن بن عيسى	ہاں	اغلبها (عن)	ہاں			غیر واضح ہے
8			اسحاق بن عيسى	ہاں	حدثنا + اخبرنا		ہاں		غیر واضح ہے
7			جويرية	ہاں	عن		ہاں		کتابی روایت
6			ابن مهدى	ہاں	عن		ہاں		کتابی روایت
3			روح	ہاں	حدثنا + اخبرنا		ہاں		غیر واضح
2			ابن المبارك	ہاں	اخبرنا			ہاں	شفوی روایت
1			عبد الله بن نافع	ہاں	متابعة			ہاں	غیر واضح ہے
1			ابو على الحنفى	ہاں	حدثنا			ہاں	شفوی روایت
1			بشر بن عمر	ہاں	سمعت			ہاں	شفوی روایت
1			اسحاق الرازى	ہاں	سمعت			ہاں	شفوی روایت
1			خالد بن مخلد	ہاں	متابعة (عن)			ہاں	غیر واضح ہے
1	دو درجہ کم کے راوی		شعبه	ہاں	عن			ہاں	شفوی روایت

نوٹ: اوپر دیئے گئے جدول (خاکے) کی روشنی میں ہم بخوبی یہ دیکھ سکتے ہیں کہ امام مسلمؒ نے جو روایات امام مالکؒ سے روایت کی ہیں ان کی مجموعی تعداد 389 ہے جن میں سے 28 روایات ایسی ہیں جو پانچ مختلف راویوں سے آئی ہیں یعنی غیر واضح ہیں اور ان کی نسبت 7.20 فی صد ہے۔ 49 روایات جو دس مختلف راویوں سے آئی ہیں وہ شفوی ہیں اور ان کی نسبت 12.60 فی صد ہے۔ 312 روایات جو الموطا کے آٹھ مختلف راویوں سے لی گئی ہیں کتابی ہیں اور جن میں سے چار معروف نسخوں والے ہیں اور اس طرح سے ان کی نسبت 80.20 فی صد ہے۔

اب میں یہ بات کہنے کی دسترس رکھتا ہوں کہ 80 فیصد سے زیادہ امام مالکؒ سے اخذ کردہ "صحیح مسلم" میں ذکر کردہ روایات وہ ہیں جو انہوں نے "الموطا" سے نقل کردہ نسخوں میں سے آٹھ نسخوں سے لی ہیں جن میں سے چار نسخے معروف ترین نسخے ہیں جو یہ ہیں:

1۔ یحیی بن یحیی بن بکیر حنظلی نیشاپوریؒ کا نسخہ

2۔ عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی کا نسخہ

3۔ اسماعیل بن ابی اویسؒ کا نسخہ

4۔ سوید بن سعیدؒ کا نسخہ۔

اور یہ سب ائمہ ہدی امام مسلمؒ کے شیوخ (اساتذہ کرام) ہیں جن سے امام موصوفؒ نے 250 روایات روایت کی ہیں اور جہاں تک بقیہ چار دیگر نسخوں کا تعلق ہے تو وہ درج ذیل ائمہ حدیث کے نسخے ہیں:

1۔ قتیبہ بن سعید بن جمیل بلخیؒ کا نسخہ

2۔ جویریۃ بن اسماءؒ کا نسخہ

3۔ عبد الرحمان بن مھدیؒ کا نسخۃ

4۔ عبد الاعلی بن حمادؒ کا نسخۃ

اور ان مذکورہ نسخوں میں منقولہ اکسٹھ (61) روایات ذکر ہوئی ہیں۔

اوپر دیئے گئے اس جدول (خاکے) میں جو کہ امام مسلمؒ کی امام مالکؒ سے لی گئی روایات پر مشتمل ہے اور سابقہ جدول (خاکے) میں جو کہ امام بخاریؒ کی امام مالکؒ سے لی گئی روایات پر مشتمل ہے غور وخوض کے ساتھ ہم دونوں میں ایک بڑی حد تک موافقت واضح طور پر دیکھتے ہیں اور میرا یہ اعتقاد ہے کہ دونوں (شیخین) میں یہ موافقت اتفاق سے نہیں آئی بلکہ وہ ایک خاص منہج (طریقہ) ہے جس پر محدثین کے امام اور حدیث میں اہل ایمان کے امیر امام بخاریؒ چلے آئیں اور پھر اس پر ان کے شاگرد رشید امام مسلمؒ نے پیروی کی ہے۔

خطیب بغدادیؒ نے کیا ہی سچ کہا ہے کہ امام مسلمؒ تو بس امام بخاریؒ کے راستے پر چلے ہیں انہوں نے اپنے استاذ محترم کی علمی گہرائی کو بھانپ لیا اور اسے پاکر ان کے برابر علمی مقام پایا۔

امام دار قطنیؒ نے تو یہاں تک کہہ دیا اگر امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نہ ہوتے تو امام مسلمؒ (کہیں بھی) آتے جاتے نظر نہ آتے۔

خود امام مسلمؒ نے اپنے شیخ (استاد محترم) کے مقام اور مرتبے کا اس طرح سے (عملاً) اعتراف کیا جب انہوں نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا تھا مجھے اجازت مرحمت فرمایئے کہ میں آپ کے قدم چوم لوں کے استادوں کے استاد، محدثین کے سردار اور حدیث کی علتوں (کمزوریوں) کے طبیب تھے۔

خلاصہ بحث:

امام مسلمؒ نے اپنی "صحیح" میں امام مالکؒ سے کل 389 روایات روایت کی ہیں جن میں سے 312 کتابی روایات ہیں جنہیں امام موصوفؒ نے "الموطا" کے نسخوں میں سے آٹھ نسخوں سے اخذ کیا ہے تو اس طرح سے ان روایات کی نسبت ان تمام روایات میں اسی فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ سابقہ پوری بحث کا ماحصل یہ ہے کہ امام مسلمؒ نے "الموطا" سے نقل کردہ نسخوں پر اعتماد کیا ہے اور امام مسلمؒ کو ان دونوں ہستیوں نے اس بات کا حق فراہم کرتا ہے کہ وہ محدثین رحمہم اللہ کے ہاں متداول قابل اعتبار شروط کے ساتھ اس کی روایات کو اپنی صحیح میں روایت کریں تاکہ ایک تو ان روایات کے "صحیح مسلم" میں جگہ پانے کی بناء پر ان کی اہمیت بڑھ جائے اور دوسرا خود ان کی کتاب " صحیح مسلم" کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو اس لئے کہ محدثین کے ہاں کتاب اور کتابت دونوں چیزوں کی اہمیت ان کی روایات نقل کرنے میں مسلم ہے کہ کہیں ان کے نزدیک اس کتاب کی قدر و قیمت اور نقل کردہ روایات پر ان کا اعتماد کم نہ ہونے پائے (خاص کر) اس حوالے سے حفظ و اتقان کی اہمیت اور پھر ان کے شفوی روایات پر اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچ پائے۔